علومِ ولی اللّٰہی

مولانا محمد عبداللہ عمرپوری

علمِ فقہ مشتمل ہے ان مسائل و احکام پر، جو کہ قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں، نیز وہ مشتمل ہے ان مسائل و احکام پر، جو مذکورہ بالا تینوں ماخذوں سے واقعات جدیدہ کے لئے استنباط کئے جاتے ہیں۔ قرآنِ کریم، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کرامؓ سے واقعات جدیدہ کے لئے مسائل و احکام کے استنباط کا عمل اجتہاد کہلاتا ہے۔

ظاہر ہے ہر شخص کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ قرآن و حدیث اور آثار صحابہؓ سے پیش آمدہ امور کے لئے احکام استنباط کر سکے۔ اس لئے اُسے لامحالہ علمائے کاملین کی تحقیق پر اعتماد کرنا پڑتا ہے اسے اصطلاحاً تقلید یا اتباع کہا جاتا ہے۔ یہ تقلید اور اتباع صرف ان بزرگان کرام کی ہونی چاہیئے، جو تفقہ فی الدین اور اجتہاد میں کمال رکھتے ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے فقہ حنفی کے ماہرین اور فضلائے کاملین کے زیر سایہ پرورش پائی۔ آپ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیمؒ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین سے متعلق رہے تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ نے حضرت شیخ محمد طاہر مدنی کردی سے استفادہ فرمایا، جو شافعی المذہب تھے اس طرح آپ کو فقہ شافعی میں بھی دسترس حاصل ہو گئی۔ فقہ حنفی اور فقہ شافعی ہر دو میں دستگاہِ کامل رکھنے کا نتیجہ تھا کہ آپ نے موطا امام مالک کی جو دو شرحیں لکھی ہیں (ایک عربی اور ایک فارسی میں) ان میں ان دونوں مذاہب فقہ پر ایسی سیر حاصل بحث کی ہے کہ بے اختیار دل سے صدائے انتنان نکلتی ہے۔ چنانچہ برصغیر پاک و ہند کے مسلم فقیہا و محشی ہدایہ

لہ اس سلسلے کا یہ آخری مضمون ہے۔ اس سے پہلے اس کی تین قسطیں جولائی، اگست اور ستمبر کے شماروں میں چھپ چکی ہیں

وغیرہ حضرت مولانا عبدالحیٰ فرنگی محلی نے اپنی کتاب "التعلیق" میں شارحین موطا شریف کے نام گناتے ہوئے شاہ ولی اللہ صاحب کی شرح مصفی فارسی کے تذکرے میں فرمایا ۔ وتکلم فیہ ککلام المجتھدین (ترجمہ : ۔ شاہ صاحب نے اس کتاب میں مسائل شرعیہ پر مجتہدین جیسے دلائل قائم فرمائے ہیں)

فقہی علم کی تفہیم اور ان کے تمام پہلوؤں کو واضح کرنے کی غرض سے شاہ ولی اللہ صاحب نے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں ۔ الانصاف فی اسباب الاختلاف ۔ عقد الجید فی الاجتہاد والتقلید ۔ مصفی مقدمہ مصفی ۔ الانتباہ، حصہ درایت فقہ درایت حدیث ۔ حجۃ اللہ البالغہ ۔ المسوی ۔ ابحاث قرۃ العینین ۔ ابحاث ازالۃ الخفاء ۔ ابحاث الفوز الکبیر ۔ ابحاث تاویل الاحادیث ۔ ابحاث تفہیمات الٰہیہ ۔ فصل الخطاب فی مذہب حضرت عمر بن الخطاب ۔ فوائد فتح الرحمٰن ۔

آپ کے فرزند اکبر شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی سلسلہ میں الآمالی (الفتاوی) العزیزیہ، ابحاث تحفۂ اثنا عشریہ اور ابحاث تفسیر فتح العزیز لکھیں ۔ دوسرے فرزند شاہ رفیع الدین نے الفتاوی اور ابحاث تکمیل الاذہان لکھیں، اور تیسرے فرزند شاہ عبدالقادر کی تصنیفات فوائد موضح القرآن اور رسالہ ترجمۃ الصلوٰۃ اسی باب میں ہیں ۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے نبیرہ شاہ محمد اسمٰعیل شہید بن عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ نے رسالہ اصول فقہ، رسالہ رد الاشراک ۔ تقویۃ الایمان ۔ ایضاح الحق الصریح، اور منصب امامت لکھیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے نواسے شاہ محمد اسحاق، رسالہ الاجوبۃ الاربعین، رسالہ مائۃ مسائل ۔ اور ابحاث کتاب مظاہر الحق مرتب فرمائیں ۔

علمِ تاریخ

علم تاریخ میں انسانیت پر وارد شدہ واقعات کو بغرض حصول عبرت و تجربہ بیان کیا جاتا ہے ۔ تاکہ ان کے مطالعہ سے دور اندیشی، فکر معاش و معاد اور بصیرت تامہ حاصل ہو ۔

علم تاریخ میں بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی خدمات قابل تعریف ہیں ۔ آپ نے قصص الانبیاء کے سلسلے میں تاویل الاحادیث لکھی ۔ سرور المحزون فی سیر الامین والمامون رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

حیات طیبہ پر حافظ ابن سیدالناس الیعمری کی مبسوط کتاب جلاء العیون کا خلاصہ ہے، العطیۃ الصمدیۃ فی الانفاس المحمدیہ بھی اس موضوع پر ہے۔ آپ کی معرکہ آرا کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے ابواب الخلافۃ والفتن اور ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء کے محققانہ تاریخی مباحث بے نظیر ہیں۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین اسی عہد کے علمائے حرمین شریفین کی تاریخ ہے، رسالہ الارشاد فی مہمات علم الاسناد میں آپ نے ان شائخ محدثین کا ذکر کیا ہے، جو آپ کے سلسلہ اسناد میں ہیں۔ الامداد فی مآثر الاجداد میں اپنے خاندان کا ذکر ہے۔ النبذۃ الابریزیہ فی اللطیفۃ العزیزیہ اپنے مورث اعلیٰ حضرت شیخ عبدالعزیز شکر بار اور ان کے متعلقین کے حالات میں ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کی تصنیفات تحفہ اثنا عشریہ، سر الشہادتین اور اسمائے شہدائے کربلا اسی موضوع پر ہیں۔

علم احسان (تصوف)

علم احسان وتصوف کے دو شعبے ہیں:۔ اذکار واشغال اور وجدانیات اور کشفیات۔ آخر الذکر پر پہلے تبصرہ کیا جا چکا ہے، جہاں تک اذکار کا تعلق ہے وہ قرآن کریم اور احادیث میں مذکور ہیں! اور اشغال حضرات کاملین کے معین کردہ ہیں، جن کی وہ اپنے مریدین سے بطور معمولات کے پابندی کراتے تھے اس سے مقصد مریدین کا تزکیۂ نفوس اور ان کے اندر عقائد حقہ اور اعمال دینی میں رسوخ پیدا کرنا ہوتا ہے۔

اس موضوع پر شاہ ولی اللہ صاحب نے القول الجمیل، الانتباہ، التفہیمات الالٰہیہ، ہمعات، ملحقات حزب البحر اور ملحقات دلائل الخیرات مرتب فرمائیں۔ شاہ عبدالعزیز نے رسالہ فیض عام لکھا۔ شاہ رفیع الدین کا رسالہ شرح چہل کاف اسی موضوع پر ہے۔ اسی سلسلہ میں شاہ اسمٰعیل شہید نے کتاب الصراط المستقیم تصنیف کی۔

علم اسرار دین

احکام دین کی خوبیوں، ان کے تجربی فوائد اور اجتماعی مصالح کا بیان اس علم کے تحت آتا ہے۔

اس علم پر امام ابوزید دبوسی حنفی کی ایک کتاب "کتاب الاسرار" ہے جس میں اگرچہ دین اسلام کے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں، لیکن ان کا ذکر بطور ضمنی مباحث کے ہے، کتاب کا اصل موضوع مذاہب اہل السنۃ میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں، ان کا محاکمہ ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا کتاب فی الحقیقت علم اسرار دین کی نہیں ہے۔ اس علم کی پہلی باقاعدہ کتاب شیخ عزالدین ابن عبدالسلام مالکی شافعی نے القواعد الکبریٰ کے نام سے تصنیف فرمائی، ان سے پہلے حضرات قاضی بیضاوی شافعی مصری، امام خطابی شافعی، امام ابوبکر جصاص حنفی رازی اور امام ابوجعفر الطحاوی حنفی مصری نے اپنی مبسوط تصانیف میں علم اسرار دین کے ضمن میں کہیں کہیں مختصر جملے لکھے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس علم کی سب سے جامع مفید اور بے نظیر تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب کی ہے۔ جو حجۃ اللہ البالغہ کے نام سے تمام دنیائے اسلام میں مشہور و معروف ہے۔

علم تطبیق

مجتہدین عظام اور علمائے کرام میں دینی و علمی مسائل میں وقتاً فوقتاً جو اختلاف رونما ہوتے رہتے ہیں، ان کی اس طرح توجیہات کرنا کہ حقیقت نفس الامری کی وضاحت کے ساتھ ساتھ مختلف اقوال میں موافقت اور ہم آہنگی بھی پیدا ہو جائے، علم تطبیق کہلاتا ہے۔ اس علم میں ائمہ اسلام نے نہایت قابل قدر تصنیفات کی ہیں، جن میں امام شاطبی مالکی کی کتاب الموافقات، امام شعرانی شافعی کی المیزان الکبریٰ اور امام ابن تیمیہ کی الائمۃ الاعلام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی غیر معمولی علمی خصوصیات میں سے ایک بہت بڑی خصوصیت ان کا اس علم تطبیق میں متبحر ہونا ہے۔ اس ضمن میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اہل عصر فقہ کے مختلف اصناف میں اختلاف کر رہے ہیں۔ خصوصاً حنفی اور شافعی۔ ہر فرقہ اپنے استادوں کی پیچ کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ہر فقہی مذہب میں استخراجی مسائل کی کثرت ہو گئی ہے اور حق کا پتہ لگانا مشکل ہو گیا ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب نے ایک طرف تو حنفی اور شافعی فقہ اور دوسری طرف حدیث و فقہ میں تطبیق دی اور اس کے ساتھ ساتھ

وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں جو تضاد بتایا جاتا تھا اسے رفع کیا۔ اسی سلسلہ میں شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب مدنی" میں لکھا ہے :۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں اس زمانے میں یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ ہمارے سینے میں اس امت کے علمار کے سب علوم جمع ہو گئے ہیں کیا معقولات کیا منقولات اور کیا کشف و وجدان کے علوم اور ہمیں خدا نے یہ توفیق دی ہے کہ ایک علم کو دوسرے پر تطبیق دے سکتے ہیں۔ اس طرح بظاہر ان میں جو اختلافات ہوتے ہیں، وہ ختم ہو جاتے ہیں اور ہر بات اپنی حد پر ٹھیک بیٹھ جاتی ہے۔ اور ان میں کوئی تناقض نہیں رہتا مختلف اور متصارض اقوال میں ہمارا تطبیق کا یہ اصول علم کے تمام حصوں پر حاوی ہے اس کے تحت فقہ بھی آتی ہے۔ علم کلام بھی آتا ہے اور تصوف کے مسائل بھی، شاہ ولی اللہ صاحب علم تطبیق کے تحت فقہا کے مختلف مذاہب میں تطبیق دیتے ہیں۔ پھر صحیح حدیثوں اور فقہا کے اقوال میں مطابقت پیدا کرتے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو قرآن مجید سے مستنبط قرار دیتے ہیں۔ پھر ادیان اور ملتوں میں جو اختلاف ہیں ان کو وہ ایک قاعدے کے تحت لاتے ہیں، اسی طرح تصوف میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے جو دو مختلف نقطہ ہائے نظر ہیں ان میں تطبیق دی ہیں۔ الغرض شاہ ولی اللہ اس علم کے کاملین میں سے سب سے ممتاز ہیں۔

تمہارے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تمہارے ذریعہ امت مرحومہ کے منتشر اجزا کو جمع کر دے۔ اس لئے یہ جو کہا گیا ہے کہ صدیق اس وقت تک صدیق نہیں ہو سکتا، جب تک کہ ایک ہزار صدیق اسے زندیق نہ کہیں، تمہیں چاہیئے کہ اس چیز سے بچو۔ اس کے ساتھ ساتھ تمہارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ فروعات میں اپنی قوم کی ہرگز مخالفت نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا ارادۂ الٰہی کے خلاف ہے۔ (فیوض الحرمین)